اسلام میں خواتین کے حقوق وفرائض

محمد علی شاہ شعیب

جنوری ۲۰۱۴ء، صفرالمظفر / ربیع الاول ۱۴۳۵ھ جلد: ۴۰ شمارہ: ۱

اگر عورت وہ اچھی ہے تو ریاست بھی اچھی ہو گی۔ اگر وہ خراب ہے تو ریاست بھی خراب ہو گی۔ جس طرح ستون کو دیکھ کر کسی عمارت کی مضبوطی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اسی طرح معاشرہ میں عورت کی حیثیت کو دیکھ کر قوم کی عظمت اور سربلندی کا اندازہ باآسانی کیا جاسکتا ہے۔ معاشرہ کا یہ ستون اگر مضبوط ہے تو اس پر قوم کے امن وعافیت کی چھت ڈالی جاسکتی ہے۔

اس وقت یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اگر عورت کا معاشرے کو بنانے اور بگاڑنے میں اتنا اہم رول ہے تو اس کو وہ اہمیت کیوں نہیں دی جاتی جس اہمیت کی وہ مستحق ہے۔ اگر عورت ہی معاشرے کی بنیاد ہے تو اس بنیاد کو مضبوط کرنے پر توجہ کیوں نہیں دی جاتی۔ ظہور اسلام سے پہلے عورت کی زبوں حالی سے ہر ایک واقف ہے کہ اس کی حیثیت پیر کی جوتی کے برابر بھی نہیں تھی۔ پھر ایک روشن زمانہ آیا۔ اسلام نے کہا کہ اس مطہر اور مقدس مخلوق 'عورت' کو خرید وفروخت کا سامان مت بنائو اور موت کے بعد اسے اس طرح مت تقسیم کرو جس طرح تم وراثت کی دیگر چیزیں تقسیم کرتے ہو۔ اگر یہ ماں ہے تو اس کے قدموں تلے اپنی جنت تلاش کرو، اگر یہ بیٹی ہے تو اس کی بہترین پرورش کے عوض تمہیں جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ اگر یہ بہن ہے تو اس کے باعث تم صدقہ وجہاد کے ثواب کو حاصل کروگے اور اگر یہ بیوی ہے تو یہ تمہارا لباس ہے، تمہیں ڈھانپ لینے والی اور تمہاری تمام ترکجیوں پر پردہ ڈال کر تم سے محبت کرنے والی ۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کا ایک نقشہ دیتا ہے۔ اپنے ماننے والوں کے حقوق بھی وہ صاف صاف بتاتا ہے اور فرائض بھی۔ قرآن مجید جس طرح مردوں کو مخاطب کرتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہدایات دیتا اور ان سے مطالبات کرتا ہے۔ اسلام کی رو سے دین کے معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اِنسانی مرتبے میں عورت اور مرد برابر ہیں۔ جسمانی اعتبار سے اور دائرہ کار کے لحاظ سے اگرچہ دونوں میں فرق ہے مگر بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں۔

اسلام نے عورتوں کو جہاں ان کے حقوق سے روشناس کرایا وہیں انہیں ان کی ذمے داریوں کا احساس بھی دلایا۔ ہم یہاں پر خواتین کے حقوق اور ان کے فرائض پر الگ الگ روشنی ڈالیں گے۔

اسلام میں عورتوں کے حقوق:

اسلام نے اس بات کا پورا خیال رکھا ہے کہ کسی عورت کے ساتھ صرف عورت ہونے کی بنیاد پر ناانصافی نہ ہونے پائے۔ نہ اس کی صلاحیتیں کچلی جائیں اور نہ اس کی شخصیت کو دبایا جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوشش کی کہ اسلام نے انسانوں کو جو حقوق دیے ہیں ان سے مرد بھی واقف ہوں اور عورتیں بھی۔ دونوں اپنے حقوق حاصل کریں اور اپنے اپنے فرائض کو اپنے دائرہ اختیار میں بخوبی ادا کریں۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ’’عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ کے حضور میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے اس طرح ہم خاطر خواہ آپ سے استفادہ نہیں کر پاتیں۔ چنانچہ آپؐ ایک وقت متعین کر کے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔ پھر آپؐ نے مسجد میں عورتوں کے لیے الگ وقت مقرر کیا جس میں عورتیں آپؐ سے آکر مختلف مسائل پر گفتگو کرتیں۔‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو مسجد میں آکر نماز ادا کرنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ ’’مسلمان عورتوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو۔‘‘

اسلام نے مرد اور خواتین کو باہم ایک دوسرے کے ولی اور نیکی کے کاموں میں معاون قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

’’مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست اور معاون ہیں۔ اچھے کام کی تلقین کرتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، خدا اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں، جن پر خدا رحم فرمائے گا۔ بے شک خدا غالب اور حکمت والا

ہے۔" (سورہ توبہ :9)

آج اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو ان کے حقوق سے واقف کرایا جائے تاکہ وہ انہیں جانیں۔ آج خواتین کا دین اور شریعت کے سلسلے میں علم بہت محدود ہے اس لیے عائلی مسائل کھڑے ہوگئے ہیں اور اسی وجہ سے خواتین کا استحصال ہوتا ہے۔ عورت کو اسلام نے مختلف امور میں جو حقوق دیے ہیں ان کی فہرست طویل ہے البتہ مختصر طور پر ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

جائیداد میں حق

اسلام کی رو سے وراثت میں لڑکوں کی طرح لڑکیوں کا بھی حق ہے۔ قرآن مجید میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ ماں باپ کی وراثت میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے۔ اس طرح عورت بیٹی، بیوی، ماں وغیرہ مختلف حیثیتوں سے میراث میں حصہ دار قرار پاتی ہیں۔ اتنا ہی نہیں اسلام میں عورت کو جائیداد کو خریدنے اور بیچنے کا پورا اختیار ہے نیز پیسہ کمانے اور اسے اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرنے کا بھی پورا حق حاصل ہے۔

شادی میں مرضی کا حق

اسلام شادی کے معاملے میں مرضی، پسند، محبت اور مفاہمت کو آخری حد تک اہمیت دیتا ہے اور صحیح معنوں میں میاں بیوی کو رفیق زندگی اور شریک زندگی کا درجہ دیتا ہے۔

قرآن مجید میں عورتوں کو مردوں کی کھیتی کہا گیا ہے۔ بہت سے لوگ اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں مگر اس کی حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ وہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام عورت کو صرف بچہ پیدا کرنے کی مشین سمجھتا ہے۔ جب کہ عورت کو مرد کھیتی کہنے کی حقیقت یہ ہے کہ کسان کو کھیتی سے والہانہ عشق ہوتا ہے، وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، اس کو ہر آفت سے بچاتا ہے۔ ہر وقت اس کا دل کھیتی اور اس سے متعلق کاروبار میں پڑا رہتا ہے نیز وہ صرف اپنی ہی کھیتی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے دوسرے کی کھیتی سے اسے کوئی واسطہ اور مطلب نہیں ہوتا۔ اسلام چاہتا ہے کہ جو تعلق کھیتی اور کسان کے درمیان ہوتا ہے وہی تعلق میاں اور بیوی کے درمیان بھی ہونا چاہیے، ویسا ہی عشق اور لگائو ہونا چاہیے۔ اپنی بیوی اور شریک حیات کے علاوہ کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ اسلام بار بار اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں اور دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور وفاداری کا حق ادا کریں۔ ذرا غور کریں کہ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان اس قدر محبت ہو تو اس گھر کے جنت ہونے میں کس کو انکار ہو سکتا ہے۔

طلاق

محسن نسواں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام جائز کاموں میں مجھے سب سے ناپسندیدہ عمل طلاق ہے۔ طلاق کو اس حیثیت سے ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے کہ اسلام کے مزاج میں رشتوں کو جوڑنا اور رشتوں میں محبت اور مٹھاس پیدا کرنا ہے، لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے اور شوہر بیوی کے ایک ساتھ رہنے میں زندگی اجیرن ہونے لگے تو طلاق ہی احسن بن جاتی ہے اور اسلام اس کے لیے احسن طریقہ بیان کرتا ہے، جو تفصیل سے سورہ طلاق میں موجود ہے۔

اِسلام نے جس طرح مردوں کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورتوں کو خلع کا حق دیا ہے۔ اگر شوہر اور بیوی کو اندیشہ ہو جائے کہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حقوق اور واجبات ادا نہیں ہو سکیں گے تو باہمی رضامندی سے ایسا ہو سکتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔ قرآن کہتا ہے:

"اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت کچھ دے کر شوہر سے علیحدگی حاصل کر لے۔ یاد رکھو یہ اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حد بندیاں ہیں۔ پس ان سے باہر

قدم نہ نکالو اور اپنی حدوں کے اندر رہو۔ جو کوئی اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حد بندیوں سے نکل جائے گا تو ایسے ہی لوگ ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔——"   (۲۲۹:البقرہ)

عورت چاہے تو اپنے نکاح نامے میں کچھ شرطیں رکھ سکتی ہے کہ ان کے پورے نہ ہونے کی صورت میں وہ شوہر سے طلاق حاصل کرلے۔ اس طرح بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید نے قدم قدم پر عورت کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔

بیوگی کی حالت میں نکاح کا حق

اسلام سے پہلے بیوہ کو بڑی ہی گری ہوئی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ بھارت میں بھی قدیم زمانے میں بیوہ کو منحوس قرار دیا گیا تھا۔ آج کے سماج میں بھی بیوہ کی بے چارگی کا حال سب کو معلوم ہے۔ اسلام کا عورت کے اوپر یہ احسان ہے کہ اسے اس بیچارگی کی حالت سے نکالا۔ اسلام میں بیوہ کی شادی کی نہ صرف یہ کہ اجازت ہے، بلکہ حکم ہے کہ ان کو شادی کرنے سے نہ روکو اور ان کی دوسری جگہ شادی کرنے میں مدد کرو۔

اسلام پوری انسانیت کے لیے، بطور خاص کمزور طبقے کے لیے، انصاف اور امن و آشتی کا پیام لے کر آیا ہے۔ یہ وہ دین ہے جس نے کھول کھول کر انسانی زندگی کے لیے احکامات دیے ہیں۔ خاص طور سے عورت کی زندگی کے لیے ایسے احکامات دیے ہیں جن سے اس کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور معاشرہ میں اس کا درجہ بلند ہو۔ وہ اس میں آرام و سکون کی زندگی گزار سکے۔

عورت کے فرائض

قرآن کریم میں درج ہے کہ :

”... اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں اور پھر ان بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے
(:اور تم کو اپنی اچھی چیزیں کھانے پینے کو دیں۔ (سورہ النحل ۷۲

صرف تخلیق انسانی ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی اچھائی اور برائی عورت کی گود سے جنم لیتی ہے۔ تمام اخلاقی اقدار، تعلیمات، کردار اور اسلاف کی روایات کے سوتے یہیں سے پھوٹتے ہیں۔ عورت ایک چلتا پھرتا ادارہ ہوتی ہے اور نیکی و طہارت کے سارے خوشے اسی کے وجود سے نکلتے ہیں، جنہیں وہ شعوری طور پر نئی نسل میں منتقل کرتی ہے۔ نیک اور متقی عورت اگر اپنی اولاد کی تربیت اخلاق کے بہترین اصولوں پر کرتی ہے تو گویا ایک پورے معاشرے کی اصلاح کا کام انجام دیتی ہے۔

ہر انسان کی زندگی کے ابتدائی پچیس تیس سال بہت ہی قیمتی سال ہوتے ہیں۔ انہی ایام میں اخلاق و کردار کا سانچہ تیار ہوتا ہے۔ انہی ایام کو وہ اپنی ماں کے سایہ عاطفت میں بسر کرتا ہے۔ ماں جس طرح چاہتی ہے خون سے سینچے ہوئے اس پودے کی آبیاری کرتی ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ اگر تربیت میں کھوٹ ہو گا یا عورتیں کندہ ناتراش ہوں گی تو پھر کسی بھی انسان کے بھٹک جانے اور گمراہ ہو جانے کے امکانات کتنے شدید ہو جائیں گے۔

دراصل نیکی اور بدی کے راستے متوازی طور پر چلتے ہیں۔ عورت کا بنیادی فرض یہ ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت و تعمیرِ کردار کا کام اس حسن و خوبی سے انجام دے کہ اسے زندگی کے ہر موڑ پر نیکی اور بدی کی تمیز رہے۔

ہم جانتے ہیں کہ اطمینان و سکون کی ساری لہریں گھر کے اندر سے پیدا ہوتی ہیں۔ آج عورت کو اس بات پر غور کرنا ہو گا کہ معاشرہ کس غلط نہج پر جا رہا ہے اور اسے اخلاقی و اسلامی اصولوں کے تحت کس طرح استوار کیا جا سکتا ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت کس طرح کی جائے کہ وہ اسلاف کی روایات کا منہ چڑائے بغیر آگے بڑھ سکیں۔ جس طرح ماں بچے کی بھوک اور پیاس کا بہت خیال رکھتی ہے، اس کی صحت کا بھی خیال رکھتی ہے اور اس کے جسم کے اندر پیدا ہونے والی بیماری کو اُس کے چہرے مہرے سے پہچان لیتی ہے اور اُس کے علاج کے لیے بے چین اور پریشان ہو جاتی ہے اسی طرح اس کے اندورن کی ان بیماریوں کو بھی بھانپنا ہو گا اور ان کے علاج کی جستجو کرنی ہو گی جن کے مضر اثرات معاشرہ پر پڑ رہے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ معاشرہ کے اندر ساری خباثیں محض اس لیے پائی جاتی ہیں کہ لوگ قرآن مجید سے دور ہیں اور اس کو سمجھ کر نہیں پڑھتے ہیں۔ خواتین تو اس معاملے میں مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ جب ایک عورت یہ جانتی ہی نہ ہوگی کہ قرآن مجید نے اسے کیا ذمے داری سونپی ہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت قرآنی نہج پر کر سکے گی۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مذہبی جذبہ عورت کے اندر مرد سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ خواتین قرآن فہمی میں بہت پیچھے ہیں۔ اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ خواتین ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں اور مغرب زدگی میں پھنس کر استحصال کا شکار ہو رہی ہیں اِن خواتین کو قرآن فہمی کے میدان میں بھی آگے آنا ہوگا تاکہ اپنے حقوق کو پہچان سکیں، اپنے آپ کو غلط کار مردوں کے استحصال سے بچا سکیں اور نئی نسل کی اخلاقی اصولوں پر تربیت کر کے ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں اپنا رول ادا کر سکیں۔